(1) Urdu Literature III Unit 4th Sem

Study of Urdu Nazam اکبر الہ آبادی کی نظم نگاری

حالات زندگی: ـ

سید اکبر حسین نام اور اکبر تخلص تھا۔ والد کا نام میر تفضل حسین تھا۔ اکبر اکتوبر ۱۸۴۶ء بمقام بارہ بنکی ضلع الہ آباد میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم دستور زمانہ کے مطابق مکتبوں اور سرکاری مدرسوں میں حاصل کی۔ ۱۸۶۶ء میں مختاری کا امتحان پاس کیا اور بحیثیت نائب تحصیلدار ملازمت کرلی۔ ۱۸۷۰ء میں ہائی کورٹ میں مثل خواں ہوگئے۔ ۱۸۷۲ء میں وکالت کا امتحان پاس کیا اور وکالت شروع کردی ۱۸۸۰ء تک وکالت کرتے رہے پھر منصف مقرر ہوگئے ۱۸۸۸ء میں سب جج اور ۱۸۹۲ء میں عدالت خفیفہ ہوگئے ۱۸۹۸ء میں سرکار کی طرف سے خان بہادر کا خطاب ملا۔ ۱۹۰۳ء میں جج کے عہدے سے پنشن لے لی اور بقیہ زندگی عوام اور اردو زبان وادب کی خدمت میں گزار دی۔ آخری عمر میں بیوی اور بیٹے کا انتقال ہوگیا۔ ان کے انتقال سے اکبر الہ آبادی کے دل کو سخت صدمہ پہونچا۔ اس کے بعد کی زندگی نہایت دکھ، پریشانی اور بیماری کی حالت میں بسر کی۔ اکبر نے ۹ ستمبر ۱۹۲۱ء کو الہ آبادی میں ۷۵ سال کی عمر میں جہان فانی کو خیر آباد کیا۔ اور شہر کے قدیم قبرستان میں دفن کیے گئے۔ اکبر نے ایک معمولی سی ملازمت سے شروع کر کے جج کے عہدے تک پہونچے۔ انھیں اس میں عزت، شہرت سب کچھ

حاصل ہوا۔ ان کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا۔ وہ سب کے ساتھ محبت و اخلاص سے پیش آتے تھے۔ انہوں نے زندگی کے مختلف پہلوؤں کا مطالعہ کیا۔ مشاعروں میں شرکت کی۔ صوفیوں کی صحبت میں رہے۔ ادبی محفلوں میں بھی حاضری دی۔ اپنی ظرافت اور حاضر جوابی سے ہر جگہ ممتاز رہے۔ اکبر ابتدا میں آتش سے متاثر ہوئے۔ اسلئے شروع کے کلام میں رنگینی، لطف واثر، شیرینی اور رندومشربی ملتی ہے۔ بعد میں مذہبیت کی طرف زیادہ مائل ہوگئے اور جو کچھ صاف طور پر کہنا چاہتے تھے ملازمت کی پابندی کی وجہ سے صاف نہ کہہ سکے۔ اس لیئے ظرافت کا پیرایہ اختیار کرکے پردے میں حالتِ دل بیان کرتے تھے۔ اکبر نے آخری عمر تک اُردو زبان و ادب کی آبیاری کی اور اس میں خوب نام روشن کیا۔

اکبر آلہ آبادی کی نظم نگاری :-

اقبال نے آنکھ کھول کر جب سماج کو دیکھا تو سماج مغربیت کے سیلاب میں بہہ رہا تھا۔ لوگوں میں احساس کمتری اس قدر پیدا ہو چکا تھا کہ انگریزوں کی تقلید میں لوگوں کو اپنی نجات نظر آتی تھی۔ لوگ اپنی قومی، مذہبی روایات بھول چکے تھے۔ مذہب اور خدا سے بیگانہ ہو چکے تھے۔ خدا کو بھول چکے تھے۔ مغربی تہذیب کی اس تقلید سے ہندوستان اور خصوصاً اسلامی کلچر تباہ و برباد ہو رہا تھا۔ اس سب کو اکبر کا مشرقی ذہن برداشت

نہ کر سکا۔ اور قوم کے نوجوانوں کو اِس سیلاب میں غرق ہو جانے سے بچانے کے لیئے انہوں نے اپنی ساری شعری صلاحیتوں کو صرف کر دیا۔ ان سے پہلے یہ کام حالیؔ بھی کر چکے تھے۔ حالیؔ نے تو ماضی کی شاندار جھلکیاں دکھا کر قوم کی غیرت کو للکارا تھا۔ اکبرؔ نے اس کے برخلاف حالی کے تقاضوں سے متاثر ہو کر لوگوں کو نصیحت کی اور اپنی شاعری کے ذریعے سے لوگوں کو راہ راست پر لانے کی بھرپور کوشش کی۔ انھوں نے اپنی شاعری میں جگہ جگہ طنز و ظرافت کی چٹکیاں لے کر قوم کو بیدار کرنے اور اُن کو سیدھے راستے پر چلنے کی تاکید کی۔

ان کے ظریفانہ کلام میں درد و کسک بھی ہے اور نصیحت کی تلخی اور خوشگواری بھی۔ ان کا طرز بیان اِس قدر دلکش ہے کہ پند و نصائح کی تلخی کا احساس نہیں ہوتا۔ اکبر اپنی شاعری میں اپنے مطلب کو نیئے الفاظ اور نیئے طرز و بیان سے چلتا ہوا جادو بنا دیتے تھے۔ ان کے چند مخصوص الفاظ ہیں۔ جن میں وہ باوجود عالم ہونے کے ایسی معنویت پیدا کرتے ہیں جو شاید تفسیروں سے بھی نہ ہو سکے مثلاً بُدھو، کلو، شیخ، ٹٹو وغیرہ۔ انہوں نے اپنے کلام میں انگریزی الفاظ بھی استعمال کیئے ہیں اُن الفاظ کو اکبرؔ نے نگینے کی طرح جڑ دیا ہے۔ انہوں نے اپنی شاعری میں زبان کا

کا استعمال اس طرح کیا ہے کہ قاری کو ایک الوکھے پن کا احساس ہوتا ہے
شعر گوئی میں آتش سے تلمیذ یعنی (شاگرد) رکھتے تھے۔

اکبر اپنے اسلوب بیان و اپنی نظم نگاری اور واقعات کی
چھان بین کی وجہ سے ان کو اردو شاعری میں بہترین انشا پردازوں
میں جگہ ملتی ہے اسلئے جو کچھ اکبر نے لکھا ہے وہ بہت قابل قدر اور
قیمت ہے۔ وہ ایک بلند مرتبہ شاعر اور جدید شاعری کے بانی مانے
جاتے تھے۔ شعر گوئی کا شوق بچپن سے تھا۔ اسلئے انہوں نے اردو
شاعری کے اسالیب کو بدل دیا۔ اکبر اردو شاعری کا پہلا اور
بے مثال نمونہ بھی اور اردو سرمایہ شعر کا تابناک گوہر ہے۔ ان
کے اشعار میں درد و اثر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ اکبر کی وجہ سے
اردو شاعری میں ایک انقلاب آ گیا۔ اکبر فن شاعری اور نقد شعر
میں اعلیٰ پایہ کے نظم نگار رہے۔ ان کی شاعری میں لنز اکٹ اور
لطافت کا اثر بھی ہے اور سادگی اور جاذبیت بھی ہے۔ ان کا شاعرانہ
کمال یہ ہے ان کی شاعری میں طرز بیان کی جدت، رعونیت اور
لطافت اعلیٰ درجے کی ہے۔

اکبر الہ آبادی اردو کے ایک بہترین طنز و مزاح نگار انھوں نے انگریزی
رسم و رواج اور طرز زندگی کا بھی مذاق اڑایا ہے۔ انھوں نے ویسے تو بے شمار
نظمیں لکھی ہیں لیکن اپنی اس نظم "ایک مذہبی لطیفہ" میں انہوں نے مسلمانوں کی
بے عملی کا بھرپور نقشہ کھینچا ہے۔ اکبر الہ آبادی کی ایک بہت ہی مشہور

"مستقبل" ہے۔ اس نظم میں اکبر الہ آبادی نے مستقبل سے متعلق پیشن گوئی کی ہے۔ اس نظم کا دوسرا نام "نئی تہذیب" بھی ہے۔ اس میں انہوں نے متعدد خدشات اور اندیشوں کا ذکر کیا ہے۔ اسکے علاوہ ان کی عمدہ نظم "برقِ کلیسہ" ہے جو اپنی مثال آپ ہے۔ "مدرسہ علی گڑھ" اکبر کی بہترین نظموں میں سے ایک ہے